بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

Regd. No. L. 5254

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۸ جنوری۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے طبیعت کا دریافت کرنے پر فرمایا۔ کہ پاؤں پر چوٹ آجانے کی وجہ سے درد ہے۔ اور کھانسی سے تکلیف ہے۔ احباب حضور کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

ربوہ ۱۹ جنوری۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے طبیعت کا دریافت کرنے پر فرمایا۔ پاؤں میں درد ہے۔ حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

کل چار بجے شام حضور نے مندرجہ ذیل احباب کے اعزاز میں دعوۃ عصرانہ دی (۱) باہرم رنگکوٹی صاحب جو انڈونیشیا سے بغرض حصول دینی تعلیم تشریف لائے ہیں (۲) غلام احمد صاحب فریضہ تبلیغ ادا کر کے واپس آئے ہیں۔ (۳) رشید احمد صاحب امریکن جو بغرض حصول دینی تعلیم امریکہ سے آئے ہیں۔

حضور نے سب صحابہ جو ربوہ میں مقیم ہیں اور بہت سے بزرگان جماعت کو بھی عصرانہ پر بلوایا۔ چائے کے بعد حضور نے انگریزی میں خطاب کرتے ہوئے سورۃ البقرہ کے دوسرے رکوع کی روشنی میں ہدایات فرمائیں (پرائیویٹ سیکرٹری)

خطبہ جمعہ

وقت کی نزاکت کو محسوس کرو اور خدا تعالےٰ کی اس نعمت کی قدر کرو جو اس نے تمہیں دی ہے

خدام الاحمدیہ کوشش کریں کہ کوئی نوجوان تحریک میں حصہ لینے سے محروم نہ رہے

از حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۳ جنوری ۱۹۵۰ء بمقام ربوہ

مرتبہ: سلطان احمد صاحب پیرکوٹی

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

مجھے جلسہ سالانہ کے بعد پہلے زکام کی شکایت رہی۔ پھر بخار ہو گیا۔ اس کے بعد کھانسی کی تکلیف ہو گئی بخار تو اب اتر چکا ہے۔ لیکن کھانسی اور نزلہ ابھی تک باقی ہیں۔ جس کی وجہ سے مجھے آج خطبہ جمعہ تو نہیں پڑھانا چاہئیے تھا۔ کیونکہ گلے کی سوزش کی ابھی ایسی حالت ہے کہ تھوڑا سا بولنا بھی گلے کے لئے مضر ہو سکتا ہے۔ اور جیسا کہ آپ لوگوں کو میری آواز سے معلوم ہو سکتا ہے میرا گلا ابھی تک بیٹھا ہوا ہے۔ اسکی وجہ سے تھوڑی سی تقریر کرنا بھی تکلیف پیدا کر سکتا ہے۔ لیکن چونکہ پچھلا خطبہ جمعہ میں بیمار ہونے کی وجہ سے نہیں پڑھا سکا اور نئے سال کی ذمہ واریوں کی طرف جماعت کو توجہ دلانا بھی ضروری ہے۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا کہ گو مختصر الفاظ میں ہی سہی مگر آج کا خطبہ میں خود پڑھوں۔

پیشتر اس کے کہ میں خطبہ کے مضمون کی طرف توجہ کروں میں اس امر پر اظہار افسوس کرنا چاہتا ہوں کہ پرسوں یہاں ایک پرانے صحابیؓ کا جنازہ آیا۔ جن کے والد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قریب ترین صحابہؓ میں سے تھے۔ اور آپ کے ایک بہت بڑے نشان کے حامل تھے۔ لیکن یہاں کے کارکنوں نے ایسی بے اعتنائی اور غفلت برتی۔ جو میرے نزدیک ایک نہایت شرمناک حد تک پہونچی ہوئی ہے۔ جنازہ مہمان خانہ میں لایا گیا۔ مگر کسی نے تکلیف گوارا نہ کی۔ کہ وہ اس کی طرف توجہ کرے۔ اور نہ ہی جنازہ کا مسجد میں اعلان کیا گیا۔ میں دوسرے دن دوپہر تک انتظار کرتا رہا کہ کوئی مجھے اطلاع دے۔ اور میں نماز جنازہ پڑھاؤں۔ لیکن کسی نے مجھے اطلاع نہ دی۔ جب درد صاحب آئے تو انہوں نے مجھے بتایا کہ جنازہ کسی نے پڑھا دیا ہے

بعد میں مجھے معلوم ہوا۔ کہ میری طرف سے یہ کہہ دیا گیا۔ کہ میں بیمار ہوں اور جنازہ کے لئے باہر نہیں آسکتا۔ اس لئے جنازہ پڑھا دیا جائے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں میں بیمار تھا اور باہر نہیں آسکتا تھا۔ لیکن جب وصیت کا کاغذ میرے پاس دستخط کے لئے آیا۔ تو ان تعلقات کی وجہ سے جو ان کے والد صاحب کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تھے۔ میں نے فیصلہ کیا۔ کہ خود جنازہ پڑھاؤں مگر یونہی کہہ دیا گیا کہ میں نے جنازہ پڑھانے کی اجازت دے دی ہے۔ حالانکہ مجھے اطلاع ہی نہیں دی گئی۔ میں کل دوپہر تک انتظار کرتا رہا۔ رات کو تو میں نے خیال کیا۔ کہ مناسب نہیں سمجھا گیا کہ رات کو جنازہ پڑھا جائے۔ اور کل دوپہر تک میں نے سمجھا کہ رشتہ داروں کے آنے کی وجہ سے دیر ہو ہی جاتی ہے۔ اس لئے شائد دیر ہو گئی ہو۔ لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ جنازہ تو پڑھا دیا گیا ہے اور میری طرف سے یہ کہہ دیا گیا کہ میں بیمار ہوں۔ اس لئے جنازہ کے لئے باہر نہیں آسکتا۔ جنازہ پڑھا دیا جائے۔ میں نے یہ کیس ناظر صاحب اعلےٰ کے سپرد کر دیا ہے اور تمام ایسے آدمیوں کو جنہوں نے یہ حرکت کی ہے سرزنش کی جائے گی۔ خصوصاً

وصیت کا محکمہ

بہت حد تک اس کا ذمہ وار ہے۔ میں جماعت کو بدقسمت سمجھوں گا اگر وہ اپنی تاریخ سے ناواقف ہو جائے۔ جو جنازہ آیا تھا وہ عبداللہ صاحب سنوری کے بیٹے کا تھا۔ جو صوفی عبدالقدیر صاحب نیاز کے بڑے بھائی اور مولوی عبدالرحیم صاحب درد (ناظر امور خارجہ صدر انجمن احمدیہ) کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ مولوی عبداللہ صاحب سنوری کی ہستی ایسی نہیں کہ جماعت کے جاہل سے جاہل اور نئے سے نئے آدمی کے متعلق بھی یہ قیاس کیا جا سکے۔ کہ اسے آپ کا نام معلوم نہیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ کشف

جس میں کپڑے پر سرخ روشنائی کے چھینٹے پڑے اور روشنائی ظاہری طور پر دکھائی دی۔ مولوی صاحب اس نشان کے حامل اور چشم دید گواہ تھے۔ ان کی آنکھوں کے سامنے وہ چھینٹے گرے۔ اور پھر خدا تعالےٰ نے انہیں یہ مزید فضیلت بخشی تھی کہ ایک چھینٹا ان کی ٹوپی پر بھی آپڑا۔ گویا خدا تعالےٰ کے عظیم الشان نشان میں اور ایسے نشان میں جو دنیا میں بہت کم دکھائے جاتے ہیں وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ شامل تھے۔ لیکن ان کے لڑکے کا جنازہ مہمان خانہ میں پڑا رہا۔ مگر کسی نیک بخت کو یہ نہیں سوجھا کہ وہ مساجد میں اعلان کرے۔ کہ فلاں کا جنازہ آیا ہے۔ احباب نماز میں شامل ہوں اور میرے متعلق یہ غلط بیانی کی گئی کہ میں نے کہا ہے کہ میں بیمار ہوں۔ اس لئے باہر نہیں آسکتا۔ جنازہ پڑھا دیا جائے۔ اور وہ حقیقت اس طرح کھلی کہ درد صاحب آئے اور انہوں نے بتایا کہ میں بھی لاہور سے ابھی پہنچا ہوں۔ اور دوسرے رشتہ دار بھی بھاگ دوڑ کر یہاں پہنچے ہیں۔ مگر جنازہ پڑھا دیا گیا ہے۔ اور ہم جنازہ میں شامل نہیں ہو سکے۔ آخر درد صاحب نے باہر نکل کر جھگڑا کیا کہ انہوں نے کیوں جنازہ میں انہیں شریک نہیں کیا۔ اس پر ان کی بیٹی آئی۔ اور اس نے بتایا کہ ہم نے جنازہ کے لئے کہا تھا مگر ہمیں یہ بتایا گیا۔ کہ حضور نے جنازہ پڑھانے کی اجازت دے دی ہے۔ کیونکہ آپ بیمار ہیں اور باہر نہیں آسکتے۔ بہرحال ایسے لوگوں کے خلاف

مناسب اقدام

کیا جائیگا اور انہیں سرزنش کی جائے گی۔ لیکن جنازہ میں شریک نہیں ہو سکا۔ اسلئے نماز جمعہ میں ان کا جنازہ غائب پڑھاؤنگا۔ اسیطرح ڈاکٹر اقبال غنی کا بھی جنازہ پڑھاؤنگا۔ مرحوم میرے بچپن کے ساتھی تھے۔ بچپن میں تین بچے تھے جو میری عمر کے

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے گیلانی الیکٹرک پریس ...

اور جن سے میری گہری دوستی تھی۔ ڈاکٹر صاحب ان میں سے ایک تھے وہ میری بڑی بیوی کی سوتیلی والدہ کے بھائی تھے۔ یعنی ناصر احمد اور مبارکہ احمد وغیرہ کی جو سوتیلی نانی تھیں ان کے وہ بھائی تھے۔ بچپن میں ہم اکٹھے پڑھتے رہے ہیں۔ اور اس کے بعد بھی ان کے ساتھ میرے گہرے تعلقات رہے۔ دوسرے دوست سید حبیب اللہ شاہ صاحب تھے جو بعد میں میرے سالے ہو گئے۔ اور ان کی بہن ام طاہر سے میری شادی ہو گئی۔ تیسرے دوست پروفیسر تیمور تھے جو بعد میں مرتد ہو گئے۔ باقی کم و بیش دوستی تو دوسروں سے بھی تھی۔ مگر جن کو یک جان و دو قالب کہتے ہیں وہ یہ تین ہی تھے۔

ڈاکٹر اقبال غنی صاحب مرحوم

کے متعلق بھی مجھے افسوس ہے کہ مجھے کسی نے اطلاع نہیں دی۔ جس سے تعلقات ہوں۔ انسان کا دل چاہتا ہے۔ کہ اس کے بارہ میں جلد سے جلد ہر قسم کی اطلاع مل جائے۔ میاں بشیر احمد صاحب نے اطلاع دی ہے کہ میں نے آپ کو تار دی تھی۔ مگر وہ تار مجھے نہیں ملی۔ تیسرے دوست راجہ محمد نواز صاحب ہیں جن کا آج جمعہ کی نماز کے بعد میں جنازہ پڑھاؤں گا۔ یہ راجہ علی محمد صاحب کے رشتہ دار تھے۔ نوجوان طالب علم تھے کہ جب احمدی ہوئے انکی مخالفت شدت سے ہوئی۔ لیکن انہوں نے اعلیٰ درجہ کی استقامت دکھائی۔ پچھلی دفعہ جب نماز جنازہ پڑھائی گئی۔ تو دفتر والوں نے ان کا نام فہرست میں شامل نہیں کیا تھا۔ میں نے کہا تھا کہ ایک نام رہ گیا ہے۔ بعد میں یاد آ گیا کہ وہ راجہ محمد نواز صاحب تھے

اس کے بعد میں دوستوں کو

تحریک جدید

کے وعدوں کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ میں نے اس دفعہ جب تحریک جدید دفتر اول کے سولھویں اور دفتر دوم کے چھٹے سال کی تحریک کی تو اس وقت یہ بیان کرنا بھول گیا۔ کہ وعدوں کی آخری میعاد کیا ہوگی۔ پھر جلسہ سالانہ کے موقعہ پر اپنی تقریر کے نوٹوں میں میں نے یہ بات درج کی تھی کہ میعاد کا اعلان کروں گا۔ لیکن جب تقریر کے لئے کھڑا ہوا۔ اور دوسرے مضامین لمبے ہو گئے تو یہ بات ذہن سے اتر گئی۔ اس کے بعد ارادہ تھا کہ خطبہ جمعہ میں جو اس سال کا پہلا خطبہ ہوگا۔ میں میعاد کا اعلان کر دوں گا۔ لیکن بیماری کی وجہ سے پچھلے جمعہ میں خطبہ کے لئے آنہ سکا۔ اس لئے آج میں اس بارہ میں اعلان کرتا ہوں اور چونکہ اعلان کرنے میں اب دیر ہو گئی ہے۔ اس لئے میں میعاد کو کچھ لمبا کر دیتا ہوں۔ یعنی پہلے وعدوں کی آخری میعاد ۷ فروری ہوتی تھی۔ اور اس وقت تک مخلصین جماعت کوشش کرکے پورے وعدے لکھوا دیتے تھے۔ لیکن اس دفعہ چونکہ میعاد کا اعلان نہیں کیا گیا۔ اس لئے لوگ اس ڈبدبہ میں رہے کہ پتہ نہیں تحریک جدید کے وعدوں کی آخری میعاد کیا ہوگی۔ اس لئے بجائے ۷ فروری کے میں ۲۸ فروری آخری میعاد مقرر کرتا ہوں یعنی ۲۸ فروری تک جو دوست اپنے وعدے لکھوا دیں گے ان کے وعدوں کو قبول کر لیا جائے گا۔ یا ۷ مارچ تک جو وعدے ڈاک میں ڈال دیں گے۔ ان کے متعلق سمجھ لیا جائیگا۔ کہ انہوں نے وقت کے اندر اندر وعدہ لکھوا دیا ہے۔

میں نے گزشتہ تحریک کے اعلان کے موقعہ پر

خدام الاحمدیہ

کو توجہ دلائی تھی کہ وہ خصوصیت کے ساتھ تحریک جدید دفتر دوم کی طرف توجہ کریں۔ بعض جماعتوں کی طرف سے اطلاع آئی ہے۔ کہ وہ اس کام کے لئے کوشش کرینگی اور یہ کہ وہ اپنا پورا زور لگائیں گی کہ سال ششم میں زیادہ سے زیادہ وعدے کئے جائیں۔ اور کوئی نوجوان بھی حصہ لینے سے پیچھے نہ رہے۔ لیکن جو اعداد و شمار میرے سامنے پیش کئے گئے ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سال کے وعدے گزشتہ سال کے وعدوں کے مقابلہ میں ۶۰ فیصدی ہوئے ہیں۔ گویا بجائے بڑھنے کے پچھلے سال سے بھی وعدے ۴۰ فیصدی کم ہیں۔ اسی طرح اس وقت تک جو وعدے دفتر اول کے آئے ہیں۔ ان میں بھی پچھلے سال کی نسبت

پچاس ہزار کے وعدوں کی کمی

ہے حالانکہ کام ہمارا بہت بڑھ رہا ہے اور بڑھتا چلا جائیگا۔ ہمارا سالانہ بجٹ ابھی اتنا نہیں کہ اس سے ایک چھوٹے سے قصبہ کا کام بھی کیا جائے۔ مگر ہم اسی بجٹ سے ساری دنیا کا کام کر رہے ہیں۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ہم اتنی چھوٹی سی رقم سے اس پر قادر ہو گئے ہیں۔ بہرحال ہمارا یہ فرض ہے کہ اپنی مقدرت کے مطابق اپنا کام بڑھاتے جائیں۔ جو قومیں ٹھہر جاتی ہیں۔ وہ ترقی کی طرف نہیں جاسکتیں۔ دنیا کو خدا تعالیٰ نے اس طور پر بنایا ہے کہ جو کھڑا ہوا مرا۔ گویا کھڑا ہونا ایک موت ہے۔ یہ بات خوب یاد رکھو کہ کھڑا ہونا کوئی چیز نہیں یا تم آگے بڑھو گے یا پیچھے ہٹو گے۔ تم کسی جگہ پر کھڑے نہیں ہو سکتے۔ الٰہی قانون تمہیں کھڑا نہیں ہونے دیگا۔ جو بھی کھڑا ہوگا وہ یقیناً پیچھے ہٹیگا بس ضروری ہے کہ ہم اپنا قدم آگے کی طرف بڑھائیں۔ میں نے احباب کو اس طرف بھی توجہ دلائی تھی کہ ہمارا ارادہ ہے کہ اس سال تین جگہ پر اپنے نئے مشن کھولیں۔ اور پھر بعض مبلغوں کا آپس میں تبادلہ بھی ہو رہا ہے۔ یعنی بعض مبلغین کو واپس بلایا جا رہا ہے۔ اور بعض کو ان کی جگہ پر بھجوایا جا رہا ہے۔ اس کی وجہ سے اخراجات میں ۳۰ - ۴۰ ہزار کی زیادتی ہوگی۔ ہم نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ امریکہ کے سیاسی مرکز واشنگٹن میں جہاں ان کا پریذیڈنٹ رہتا ہے اپنا مشن جلد کھولدیں۔ اور پھر بجائے اسکے کہ ہم کرایہ پر وہاں اپنا مکان خریدیں۔ تا وہ ہمارا مستقل مرکز ہو۔ چنانچہ ایک اعلیٰ جگہ پر ایک مکان خرید لیا گیا ہے جو پریذیڈنٹ کے مکان کے بالکل قریب ہے۔ اتنا قریب تو نہیں جو ہم سمجھتے ہیں۔ بلکہ جتنا ٹریفک کی سہولت کی وجہ سے وہاں قریب سمجھا جاتا ہے قریب ہے۔ اور یہ مکان غالباً ڈیڑھ لاکھ روپیہ میں آئیگا یہ تین منزلہ مکان ہے علاوہ پانچ رہائشی کمروں کے ڈائننگ روم اور سٹنگ روم وغیرہ بھی ہیں۔ اس مکان کے متعلق میں نے لکھا تھا کہ چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کو بھی دکھا لیا جائے۔ اور انکی پسندیدگی حاصل کر لی جائے۔ سو آج ہی مجھے ایک تار ملا ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ مکان چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کو بھی دکھا دیا گیا ہے اور انہوں نے اسے پسند کیا ہے۔ خاص طور پر انہوں نے مکان کے محل وقوع کو بہت پسند کیا ہے۔ یہ ڈیڑھ لاکھ روپیہ کا مزید خرچ بھی اس سال زائد پڑے گا۔ اسی طرح ہالینڈ میں بھی ہم مسجد بنانے کی تجویز کر رہے ہیں غالباً ایک لاکھ کے قریب وہاں بھی خرچ آ جائے گا۔ غرض قریباً تین لاکھ روپیہ کا خرچ اس سال مزید اٹھانا پڑے گا پس

جماعت کو چاہیئے

کہ وہ بجائے اس کے کہ سستی کرے اپنے قدم تیز کرے جس رنگ میں اور جس اخلاص کے ساتھ جماعت نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ظاہر کیا۔ اسے دیکھتے ہوئے میں امید کرتا ہوں کہ مخلصین جماعت اور کارکن بہت جلد اس طرف توجہ کریں گے۔ اور اپنے قدموں کو آگے بڑھانے کی کوشش کریں گے اور جلد از جلد اپنے وعدے بڑھا کر پیش کرینگے اس کے علاوہ اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو محسوس کرتے ہوئے جماعتیں حفاظت مرکز کے چندے بھی وصول کرنے کی کوشش کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حالات میں دو سال یعنی ۱۹۵۰ء اور ۱۹۵۱ء خاص طور پر مالی بوجھ کے آئیں گے۔ ان دو سالوں میں خصوصیت کے ساتھ جماعت پر بہت مالی بوجھ پڑے گا۔ اور اسکے بعد بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عارضی طور پر جو مالی دباؤ پڑا ہے وہ کم ہو جائے گا۔ سو جماعت کو ہر وقت یہ بات مدنظر رکھنا چاہیئے کہ یہ دو سال خاص قربانیوں کے ہیں۔ بلکہ درحقیقت ۱۹۴۷ء سے ہی جماعت پر مالی دباؤ پڑا ہے اسلئے پچھلے تین سالوں کو ساتھ ملا لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ ۵ سال کا عرصہ مالی لحاظ سے خصوصیت سے جماعت کے لئے امتحان اور آزمائش کا عرصہ ہے کارکنوں کو چاہیئے کہ اگلے دو سال میں وہ اپنے گھروں کو مضبوط کریں اور اس عرصہ میں امید کی جاتی ہے کہ سلسلہ کے تجارتی اور صنعتی ادارے اتنی آمد پیدا کرنا شروع کر دیں گے۔ کہ سلسلہ کا بوجھ کچھ ہلکا ہو جائے۔ اور اگر دیانتدار کارکن مل جائیں تو یہ معمولی بات ہے۔ اور ایک ادنیٰ توجہ کے ساتھ اس ضرورت کو پورا کیا جا سکتا ہے۔

خدام الاحمدیہ کو میں دوبارہ اس طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ ان کا فرض ہے کہ اس سال وہ کوشش کریں کہ کوئی نوجوان ایسا نہ رہے۔ جسنے تحریک جدید دفتر دوم میں حصہ نہ لیا ہو ہر جگہ کے خدام الاحمدیہ ہر فرد کے پاس جائیں اور تسلی کرلیں کہ ایک نوجوان بھی ایسا نہیں رہا۔ جسکا تحریک جدید دفتر اول میں حصہ نہیں تھا۔ اور تحریک جدید دفتر دوم میں بھی اس نے حصہ نہیں لیا۔ اسی طرح جیسا کہ مجھے معلوم ہوا ہے ہر جگہ خدام الاحمدیہ قائم نہیں۔ میں جماعتوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ جلد سے جلد اپنی جگہوں پر مجلس خدام الاحمدیہ قائم کریں اور کوئی جگہ ایسی نہ رہے جہاں جماعت احمدیہ موجود ہو اور مجلس خدام الاحمدیہ قائم نہ ہو تا نوجوانوں میں کام کی جو تحریک کی جائے وہ جلد اور بسہولت ترقی کرے یہ کام اللہ تعالیٰ کا ہے اور مجھے یقین ہے کہ اس کے لئے وہ خود ہی ہر قسم کے رستے کھولیگا۔ لیکن یہ اسکی عنایت ہے کہ وہ ہمیں کام کا موقعہ دے رہا ہے۔ پس مبارک ہے وہ شخص جسے خدا تعالیٰ نے ایسے زمانہ میں پیدا کیا۔ جس کی امید لگائے ہوئے بڑے بڑے صلحا اور اولیاء اور بزرگ سینکڑوں سال سے انتظار کر رہے تھے اور مبارک ہے وہ شخص جسکو خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں پیدا کر کے اسے حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شناخت کی بھی توفیق بخشی۔ جنکی انتظار سینکڑوں سال سے دنیا کر رہی تھی۔ انکی اہمیت اس بات سے معلوم ہو سکتی ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمہیں برف کے میدانوں میں گھٹنوں کے بل بھی چلکر جانا پڑے۔ تو اسکے پاس پہنچو اور اسے میرا اسلام بھی پہنچاؤ۔ اور پھر مبارک ہے وہ شخص جسکو حضرت مسیح موعود مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شناخت کے بعد خدا تعالیٰ نے کام کی توفیق بخشی اور ایسے کام کی توفیق بخشی۔ کہ اسے اسی غرض کو جسکے لئے وہ دنیا میں آیا تھا پورا کرنے کے لئے معتد بہ حصہ ملا۔ اور ایسا حصہ ملا کہ خدا تعالیٰ کے دفتر میں وہ سابقون الاولون میں لکھا گیا پس نوجوانوں کو یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ نے انہیں ایسا زریں موقعہ عطا فرمایا ہے۔ جو صدیوں بلکہ میں کہتا ہوں ہزاروں سال میں بھی میسر نہیں آتا۔ دنیا نے ہزار سال تک انتظار کیا اور پھر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ پھر ۱۳ سو سال مسلمانوں نے بھی انتظار میں گزارے۔ پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے نائب بروزنامہ خلیفہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اس زمانہ کو شیطان کی آخری جنگ کہا گیا ہے۔ گویا اس سے زیادہ نازک وقت دین پر کبھی نہیں آیا۔ اور آئندہ کبھی نہیں آئیگا۔ سو اس موقعہ پر جس کو کام کرنے کی توفیق ملے۔ وہ نہایت ہی بابرکت انسان ہے۔ پس اپنی اہمیت کو سمجھو

وقت کی نزاکت کو محسوس کرو

اور خدا تعالیٰ کی اس نعمت کی قدر کرو۔ جو اس نے تمہارے ہاتھوں کی پہنچ میں رکھی ہے۔ صرف تمہیں اپنا ہاتھ لمبا کرنے کی ضرورت ہے جس کے لئے وہ صلحا اور بزرگ بھی ترستے رہے۔ جنکو یاد کر کے تمہاری آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں۔ اور تم ان پر رشک کرتے ہو جسطرح انکا تقویٰ اور انکا زہد تمہارے لئے قابل رشک ہے۔ اسی طرح تمہارا اس زمانہ میں کام کرنا ان کے لئے بھی قابل رشک ہے حضرت شبلیؒ۔ حضرت جنید بغدادیؒ۔ حضرت شہاب الدین سہروردیؒ خواجہ معین الدین چشتیؒ اور حضرت محی الدین ابن عربیؒ کے نام جب تم پڑھتے ہو تو تمہیں اس بات پر رشک آتا ہے کہ انہوں نے کس کس رنگ میں خدا تعالیٰ کو پانے کے لئے کوشش کی۔ اور کیا کیا برکتوں کے رستے خدا تعالیٰ نے ان کے لئے کھول دیئے اور تم رشک کرنے میں حق بجانب ہو کیونکہ وہ اپنے زمانہ میں دین کے ستون تھے وہ اپنے زمانہ میں خدا تعالیٰ کی رحمت کے نشان تھے اور خدا تعالیٰ کا چہرہ دکھانے والے تھے لیکن میں سچ کہتا ہوں کہ وہ بھی تم پر رشک کرتے ہیں۔ کیونکہ تمہیں خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں پیدا کیا ہے۔ جس کے لئے ان کو بھی تڑپ تھی۔ پس اپنی حیثیت کو سمجھتے ہوئے اور اپنی عالی

روزنامہ الفضل لاہور

۲۲ جنوری ۱۹۵۰ء

کیا تبلیغ کا یہی طریق ہے؟

معاصر ہفتہ وار "اہلحدیث" سوہدرہ کی اشاعت ۲۸ اکتوبر ۱۹۴۹ء میں مولوی عبد القادر صاحب حصاروی کا ایک مضمون "تبلیغ کی ضرورت" شائع ہوا ہے۔ اس میں آپ فرماتے ہیں:-

قرآن کریم کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر مومن کا کام تبلیغ ہے۔ خیر امت کی صفت تبلیغ ہے۔ عالم کا فریضہ تبلیغ ہے۔ خصوصاً جس دور میں ہم گذر رہے ہیں یہ ایک نہایت ہی خطرناک دور ہے جس میں اعدائے اسلام ہر وقت تیغ بکف ہیں کہ اسلام اور مسلمان کو حرف غلط کی طرح صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے۔ اور ہر ممکن طریقہ سے کوشاں ہیں کہ ان کو نیست و نابود کر دیا جائے۔ .... اس وقت نہ یہ کہ عوام کی حالت خراب ہو چکی ہے۔ بلکہ خواص کی روحانیت بھی مسخ ہو چکی ہے۔ اگر کرۂ ارضی کے ایک سرے سے لے کر دوسرے تک مسلمانوں کی حالت پر طائرانہ نظر کی جائے۔ تو گمراہی ہی گمراہی دکھائی دے رہی ہے اور ایک صادق مسلمان بزبان حال یہ دریافت کر رہا ہے۔ کہ الیس منکم رجل رشید؟ کیا تم میں ایک بھی اچھا نہیں ہے؟ احکام اسلام کے سراسر خلاف چل رہے ہیں اور دعوے کرتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔

(۱) چنانچہ شعار اسلام کی تحقیر و تذلیل کرنے اور کرانے والے کون؟ مسلمان وغیرہ وغیرہ

سوال یہ ہے کہ جب تبلیغ اسلام ہر مومن کا فریضہ ہے اور بقول معاصر تمام روئے زمین کے عوام و خواص مسلمانوں کی وہ حالت ہے جس کا نقشہ معاصر نے مندرجہ بالا الفاظ میں کھینچا ہے۔ تو یہ فریضہ کون ادا کرے۔ پھر دوسرا سوال یہ ہے کہ جو لوگ فریضہ تبلیغ ادا کر رہے ہیں۔ کیا وہ مومن ہیں یا نہیں۔ کیا درخت اپنے پھل سے نہیں پہچانا جاتا۔ ایک ایسی جماعت جس میں داخل ہو کر آدمی شریعت کے احکام کی نہ صرف خود پابندی کرنے لگتا ہے۔ اور نہ صرف تقویٰ و طہارت کا ایک اچھا نمونہ دوسرے مسلمانوں کے سامنے پیش کرتا ہے جس کو خود اس کے مخالفین بھی تسلیم کرنے پر مجبور ہیں اور پھر ہر ایک دیکھ سکتا ہے۔ کہ وہ جماعت اپنے تمام آرام حرام کر کے دوسرے ملکوں میں بھی توحید باری تعالےٰ اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا جھنڈا گاڑنے کے لئے جا کر جد و جہد میں مصروف ہے۔ جو جماعت قرآن کریم کے ہر زبان میں تراجم شائع کر رہی ہے۔ اور اس طرح حق کو دنیا میں پھیلا رہی ہے۔ جو دشمنان اسلام کے اعتراضات کا رد کرتی ہے۔ اور جس نے بڑے بڑے عیسائی مشنوں کے جال کو توڑ کر رکھ دیا ہے۔ اور یہ حقیقت وہ خود ہی بیان نہیں کرتی۔ بلکہ ان کے مخالفین بھی اس کا اعتراف کرتے ہیں اور ان کے جہاد کی تعریفیں کرتے ہیں۔ ایسی فعال جماعت کو مٹانے اور تباہ کرنے کی کوشش کرنا کہاں تک روا ہے۔ کیا تبلیغ اسلام کے اب یہی معنی رہ گئے ہیں کہ ایسی فعال جماعت کو بزور اور دہشت پسندی سے دبایا جائے اور حکومت سے مطالبات کئے جائیں اور انہی مسلمانوں کو جن کی تعریف آپ نے کی ہے۔ اشتعال دلایا جائے اور ان کے جلسوں پر خشت باری کی جائے۔

کیا یہی تبلیغ اسلام ہے۔ جس کی تاکید قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے کی ہے۔ کیا اعلائے کلمۃ الحق کے یہی معنی ہیں کہ اعلائے کلمۃ الحق کرنے والی واحد جماعت کی مخالفت میں سارا زور خرچ کر دیا جائے اور اس طرح ملک میں فتنہ و فساد کا دروازہ کھولا جائے۔

مان لیا کہ آپ کو اس جماعت کے اعتقادات سے سخت اختلاف ہے اور آپ چاہتے ہیں کہ لوگوں کو ان کی غلطیاں بتائی جائیں۔ تو کیا اس کا یہ طریقہ ہے کہ آپ اس حکومت سے مطالبات کریں جو آپ کے خیال میں خود بھی ابھی تک مسلمان نہیں یہ اعلائے کلمۃ الحق کا انوکھا طریقہ کیا اسلامی طریقہ تبلیغ ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہمارے اعتقادات جو آپ کے خیال میں غلط ہیں دنیا میں پہنچنے نہ پائیں تو کیا بہتر طریق یہ نہیں ہے کہ آپ اپنے خیال میں جو صحیح اعتقادات سمجھتے ہیں ان کے مطابق دنیا میں تبلیغ کریں۔ اور قرآن کریم ہاتھوں میں لے کر دنیا میں نکلیں اور دنیا کو اپنے خیال کے مطابق صحیح تعلیم پہنچائیں۔

کیا ایسا سیدھا طریق اختیار نہ کرنے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ تبلیغ اسلام سے تو دراصل کوئی شوق نہیں رکھتے اور اس میدان میں اس جماعت کے مقابلہ میں کوئی اپنا تبلیغی کام نہیں دکھا سکتے۔ اس لئے آپ اپنی بے ہنری پر پردہ ڈالنے کے لئے چاہتے ہیں کہ یہ فعال جماعت موجود ہی نہ رہے کیا یہ صحیح رویہ ہے نہ آپ خود کرتے ہیں اور نہ دوسروں کو کرنے دیتے ہیں۔ اور جو کرتے ہیں۔ ان کے رستے میں رکاوٹیں حائل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اول تو خدا تعالےٰ کے کام کبھی رک نہیں سکتے۔ پھر ذرا غور تو فرمایئے کہ کیا آپ اس کے سامنے اپنا تبلیغی کام روز محشر یہی پیش کریں گے کہ ہم نے ایک ایسی جماعت کو مٹا دیا۔ جس نے اللہ اکبر کے نعرہ سے مشرق و مغرب کی وادیوں کو گونجا دیا۔

خیر ہمیں اس کا افسوس نہیں ہے۔ ہم خوش ہیں کہ اب آپ لوگوں میں بھی تبلیغ کا چرچا تو ہونے لگا ہے۔ اور گو ابھی صحیح نہ سہی مگر کبھی نہ کبھی صحیح جذبہ اور عمل پیدا ہو جائے گا۔ اور اگر آپ لوگ اس میدان میں احمدیوں سے سبقت لے جائیں گے۔ تو اس سے بڑھ کر ہمیں کوئی خوشی نہ ہوگی۔

ایک عجیب قانونی نکتہ

تمام دنیا کے ملکی قانون حق خود حفاظتی کو تسلیم کرتے ہیں یعنی اگر کوئی شریر حملہ آور ہو کر کسی کے جان و مال کو نقصان پہنچانا چاہے تو جس کے مال و جان کو نقصان پہنچانے کے لئے حملہ کیا گیا ہو۔ اس کا حق ہے کہ حملہ آور کا مقابلہ کرے اور اس حد تک جہاں تک اس کے جان و مال کی حفاظت کے لئے ضروری ہے۔ بقدر ضرورت حملہ آور کو بے دست و پا کر دے۔ یہ ایک منصفانہ حق ہے۔ کوئی شریف انسان ایسے حق کے استعمال کو برا نہیں کہہ سکتا۔ بلکہ بعض حالات میں تو حکومتیں ناحق حملہ کرنے والوں کے مقابلہ کرنے والوں کو ان کی بہادری کی وجہ سے انعام بھی دیتی ہیں۔ اور ہر شریف آدمی ان کی تعریف کرتا ہے چہ جائیکہ ان کی مذمت کی جائے

یہ ایک مسلمہ حق ہے۔ لیکن کتنی حیرت ہے کہ ایک نوکل معاصر کو اس حق پر یہاں تک اعتراض ہے کہ مظلوم کو یہ بھی نہیں کہنا چاہیئے کہ اسکو یہ حق تھا مگر اس نے اس کا استعمال نہ کیا۔ معاصر کے خیال میں یہ کہنا بھی کہنے والے کا گھمنڈ ہے ہم نے الفضل میں لکھا تھا۔

"سیالکوٹ میں اگر احمدی چاہتے اور ان کی امن پسند طبیعت ان کو اجازت دیتی۔ تو قانون کی حد اجازت تک فتنہ پردازوں کی غلط فہمی دور کی جا سکتی تھی اور ہمیشہ کے لئے اس فتنہ کے دروازہ کو بند کیا جا سکتا تھا۔ لیکن پاکستان جس نازک دور سے گزر رہا ہے۔ اس کے پیش نظر احمدیوں نے نہایت صبر و استقلال سے قانوناً جو حق ان کو حاصل تھا اس کے استعمال سے بھی احتراز کیا اور حکام کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے جلسہ برخاست کر دیا۔

اس پر یہ عجیب و غریب معاصر اس طرح تنقید کرتا ہے:-

"اس اقتباس کا بین السطور ظاہر کرتا ہے کہ مرزائیوں کو فساد آرائی کی طاقت پر کس قدر گھمنڈ ہے اور وہ اشتعال انگیزی کو کس درجہ اپنا قانونی حق سمجھ رہے ہیں"۔

اب اگر یہ سنکر تمام دنیا کے قانون اپنا سر نہ پیٹ لیں تو اور کیا کریں۔ ہم اس معاصر کا نام اس وجہ سے نہیں لیتے کہ کہیں تمام دنیا کی حکومتوں کو علم نہ جائے کہ ایسا عدیم النظیر قانون دان بھی اسی دنیا کے پردہ پر موجود ہے۔ ؎

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آ سکتا نہیں
محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائیگی

مجلس خدام الاحمدیہ کا قیام

سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ کے موقعہ پر اور پھر جلسہ سالانہ کے موقعہ پر سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے عہدیداران جماعت کو تاکید فرمائی ہے کہ جن مقامات پر ابھی تک مجالس خدام الاحمدیہ قائم نہیں ہوئیں وہاں جلد تر قائم ہونی ضروری ہیں۔ تاکہ نوجوانوں کی تنظیم مکمل ہو سکے۔

ابھی تک مندرجہ ذیل مقامات پر نئی مجالس قائم ہوئی ہیں۔

محمود آباد چک ۹۱ ضلع ملتان۔ دولمیال ضلع جہلم بشیر آباد اسٹیٹ۔ حیدر آباد سندھ۔ بہلول پور ضلع سیالکوٹ۔ سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ۔ گکڑال ضلع گجرات۔ ایبٹ آباد (سرحد) گھوگیاٹ ضلع سرگودہا۔ محمود آباد اسٹیٹ

بقیہ جماعتوں میں بھی جلد تر مجلس قائم ہونی ضروری ہے۔ جملہ پریذیڈنٹ صاحبان کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اس طرف خاص توجہ فرما کر حضور کے ارشاد کی تکمیل میں مجلس مرکزیہ کا ہاتھ بٹائیں اور اپنی نگرانی میں انتخاب کروا کر اپنی رپورٹ کے ساتھ مرکز میں بھجوائیں۔ ٹریکٹ "مجلس خدام الاحمدیہ کے قیام کا طریق" جملہ جماعتوں کو بھجوایا جا چکا ہے۔ اگر کسی جگہ نہ پہنچا ہو۔ تو دفتر مرکزیہ سے منگوا لیں (نائب معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

ذکرِ حبیب علیہ السلام

تقریر حضرت مفتی محمد صادق صاحب بر تقریب جلسہ سالانہ ۲۶ دسمبر ۱۹۴۹ء

حمد و ثنا ہے اس کو جو ذاتِ جاودانی ؛ ہمسر نہیں ہے اس کا کوئی نہ کوئی ثانی

(۴)

ایک انگریز کی ضروری بات

ایک دفعہ ایک انگریز ایک گھوڑے پر سوار قادیان آیا۔ گھوڑے سے اتر کر اس نے کہا۔ مرزا صاحب سے ملنے آیا ہوں۔ جہاں اب مرزا جناب بیگ صاحب کی دوکان تھی۔ یہ زمین اس وقت خالی تھی اور ایک چبوترا بنا ہوا تھا۔ اس انگریز کے لئے کرسی بچھا دی گئی۔ اور حضرت صاحب کے حضور اطلاع کی گئی کہ ایک انگریز ملنے کے لئے آیا ہے۔ حضور جلدی اندر سے تشریف لائے۔ اور کرسی پر بیٹھ گئے۔ جو حضور کے لئے بچھائی گئی تھی۔ جب حضور تشریف لائے تو اس انگریز نے کھڑے ہوکر تعظیم کی۔ اور پھر جب حضور بھی بیٹھ گئے تو اس انگریز نے اپنی جیب میں سے ایک پاکٹ بک نکالی اور اس کے ورق الٹنے لگا جیسا کہ اس نے کوئی بات لکھی ہوئی ہے اور اسکو تلاش کرتا ہے۔ تاکہ حضور سے سوال کرے۔ مگر ساری نوٹ بک آخر تک الٹ گیا۔ مگر وہ اسے بات نہ ملی۔ جو اس نے پہلے لکھی ہوئی تھی جب اسکو کچھ نہ ملا۔ تو اسی نوٹ بک کو پھر پچھلی طرف الٹنے لگا۔ ایک ایک ورق اور الٹا کر دیکھا۔ اور وہ نوٹ بک ختم ہوگئی۔ مگر اسے کچھ نہ ملا۔ اور نہ کچھ یاد آیا۔ تب اس نے نوٹ بک اپنی جیب میں ڈال لی اور کھڑا ہو کر کہنے لگا جو بات میں دریافت کرنا چاہتا تھا وہ نہیں ملی۔ پس مرزا صاحب میں آپ کو سلام کہتا ہوں اور جاتا ہوں۔ پھر اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر چلا گیا

معذرت

اب میں بالآخر اپنی معذرت کرتا ہوں کہ آنکھ میں موتیا بند کے سبب میں لکھنے پڑھنے کے کاموں سے معذور ہوگیا ہوں۔ اسلئے دوستوں کو خط نہیں لکھ سکتا۔ لیکن سب کے واسطے دعائیں کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کے مقاصد میں انہیں کامیاب اور بامراد کرے ہر شر سے حفاظت کرے اور ہر نیکی سے حصہ وافر دے آمین۔ اٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین

تمت بالخیر

مشرقی افریقہ کے دلچسپ حالات

مکرم جناب شیخ مبارک احمد صاحب فاضل رئیس التبلیغ مشرقی افریقہ نے عنوان بالا پر جامعہ احمدیہ میں جو تقریر فرمائی تھی۔ اس کا خلاصہ قسطوار احباب کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ امید ہے قارئین کی دلچسپی کا باعث ہوگا

(خاکسار محمد شفیع اشرف جامعہ احمدیہ)

(۱)

مشرقی افریقہ کی آبادی دو کروڑ کے قریب ہے۔ اسکے مشہور علاقے کینیا کالونی ٹانگانیکا اور یوگنڈا ہیں۔ اور رقبہ پاکستان کے لگ بھگ ہے۔ ان علاقوں میں کئی قسم کے قبائل آباد ہیں ان کے علاوہ کالے رنگ کے لوگ ہیں جنہیں حبشی کہا جاتا ہے۔ قریباً اڑھائی لاکھ ہندوستانی آباد ہیں۔ ہندوستانیوں سے مراد پاکستانی اور ہندوستانی دونوں ہیں۔ یہ لوگ زیادہ تر تجارت کرتے ہیں اور گجرات بمبئی۔ کاٹھیاوار اور سورت کی طرف کے رہنے والے ہیں۔ مشرقی پنجاب اور مغربی پنجاب کے علاقوں کے لوگ بھی پائے جاتے ہیں۔

مشرقی افریقہ کے اصل باشندوں کی اکثریت ان پڑھ ہے۔ گذشتہ سالوں میں جب ریلوے کی نئی بھرتی ہوئی تو ان لوگوں نے مزدوری کرکے روپیہ کمایا۔ چنانچہ اب وہاں کے علاقے پہلے کی نسبت زیادہ آباد ہیں۔ ہندوستانی ان کی نسبت زیادہ خوشحال ہیں اور ان لوگوں کی اولادیں اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔ ان میں سے ۴۰ فی صدی مسلمان اور ۶۰ فی صدی ہندو ہیں۔

یوگنڈا کا علاقہ پروٹیکٹوریٹ کہلاتا ہے یعنی گو افریقن سلطان حکومت ہوتا ہے لیکن اس پر نگرانی برطانوی حکومت کی ہے۔ اسی طرح ٹانگانیکا یو۔این۔او کے ماتحت ہے لیکن اس کا انتظام بھی انگریزوں کے سپرد ہے اسی طرح کینیا کالونی بھی یو۔این۔او کی ٹرسٹی شپ کے ماتحت ہے۔ گویا یہ تینوں علاقے دراصل انگریزوں کے ماتحت ہیں۔

یہاں کی آب و ہوا نہ زیادہ گرم اور نہ زیادہ سرد ہے۔ اصل باشندے چاول اور گندم کم استعمال کرتے ہیں۔ لیکن ہندوستانی اور پاکستانی وہی غذا استعمال کرتے ہیں۔ جو انہیں اپنے ہاں میسر آتی ہے۔ ہاں کبھی کبھی شوق سے افریقن باشندوں کی غذا بھی کھاتے ہیں۔ افریقن باشندوں کی غذا مکی کی قسم کی ہے۔ اس کا ایک خاص قسم کا آٹا بنالیا جاتا ہے۔ اور پھر لیسدار ریرے کی طرح ایک موٹی اور سخت سی غذا بنا لیتے ہیں جس پر کبھی کبھی سبزی وغیرہ بھی ڈال لیتے ہیں بعض قبائل کیلا ابال کر کھاتے ہیں۔ ہمارے ملک کا کیلا نرم ہوتا ہے لیکن وہاں سخت قسم کا کیلا پایا جاتا ہے۔ اسے بھاپ میں پکاتے ہیں جو نہایت لذیذ ہوتا ہے اور بڑے شوق سے کھایا جاتا ہے۔

پھل وہاں کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ انناس آم پپیتہ۔ خربوزہ۔ گنا اور کیلا عام ہوتے ہیں

مشرقی افریقہ کے بعض علاقے بڑے اچھے ہیں۔ ان کی آب و ہوا نہایت صاف اور پانی بہت عمدہ ہے۔ وہاں کے رہنے والے صحتمند اور تندرست ہیں۔ لیکن بعض علاقوں میں ملیریا بڑی شدت سے پھیلتا ہے اور لوگ بالعموم ملیریا کا شکار رہتے ہیں۔ مچھر دانی کے بغیر سونا وہاں قریباً ناممکن ہے۔ ٹرینوں میں گھروں میں۔ جہاں کہیں آپ سوئیں۔ آپ کو مسہری استعمال کرنا ہوگی۔ اسی وجہ سے وہاں بلیک واٹر فیور ہو جاتا ہے۔ پیشاب کے رستے خون آتا ہے یہ نہایت مہلک مرض ہے۔ اس میں خاص طور پر مریض حرکت نہ کرے۔ بجو۔ برف یا سنگتروں کا پانی پیئے۔ تو تب تندرستی کی امید ہوتی ہے۔ ورنہ دس یا بارہ فی صدی آدمی اس مہلک مرض سے بچتے ہیں۔ چنانچہ احتیاطاً یہ لازمی ہے کہ روزانہ کونین کی ایک گولی اور مچھر دانی کا استعمال کیا جائے بعض علاقے ایسے ہیں کہ وہاں جاتے ہی ملیریا کے اثرات شروع ہو جاتے ہیں۔ لیکن اگر کونین کا استعمال جاری رکھا جائے۔ تو آدمی محفوظ رہتا ہے۔

وہاں کے لوگوں کو ہمارے ملک کے لوگوں کی طرح یہ احساس قطعاً نہیں ہے۔ کہ کونین کا استعمال گرمی اور خشکی پیدا کرتا ہے۔ لاکھوں کی تعداد میں لوگ اسے استعمال کرتے ہیں۔ بعض لوگ جو سال دو سال کے استعمال کے بعد چھوڑ دیتے ہیں۔ وہ پھر بیمار ہو جاتے ہیں۔ (باقی)

ترسیل زر اور انتظامی امور کے متعلق منیجر سے خط و کتابت کریں ورنہ تعمیل نہ ہو سکیگی

ایک ضروری تصحیح

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے

چند دن ہوئے میں نے قادیان میں ٹھہرے ہوئے تیئس کس صحابیوں کی فہرست شائع کی تھی۔ اور اس ضمن میں یہ بھی ذکر کیا تھا۔ کہ ان میں سے فلاں فلاں تین صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ۳۱۳ والی فہرست مندرجہ انجام آتھم میں بھی شامل ہیں۔ یہ اطلاع مجھے قادیان سے آئی تھی۔ لیکن افسوس ہے کہ اس میں ایک غلطی رہ گئی اور وہ یہ کہ ۳۱۳ والی فہرست میں میاں محمد دین صاحب سکنہ کھاریاں حال درویش قادیان کو شامل نہیں کیا گیا۔ حالانکہ وہ اس میں شامل ہیں۔ غالباً محترم بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کو ان کے متعلق اس وجہ سے غلط فہمی ہوگئی ہوگی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انجام آتھم کی ۳۱۳ والی فہرست میں میاں محمد دین صاحب کو سکنہ کھاریاں کی بجائے سکنہ بلانی ضلع گجرات کرکے لکھا ہے کیونکہ ان دنوں وہ بلانی میں پٹواری ہوتے تھے۔ بہر حال میں نے انجام آتھم دیکھ کر خود تسلی کر لی ہے اور میاں محمد دین صاحب سکنہ کھاریاں حال درویش قادیان یقینی طور پر ۳۱۳ صحابیوں والی فہرست میں شامل ہیں۔

(خاکسار مرزا بشیر الدین رتن باغ لاہور)

خدام الاحمدیہ کا آئندہ امتحان

:۔ خدام کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ شعبہ تعلیم کے زیر انتظام آئندہ امتحان ۲۹ جنوری ۵۰ء بروز اتوار ہوگا۔ مجالس زیادہ سے زیادہ خدام کو تحریک کرکے اس میں شامل کریں۔ خدام کے علاوہ دوسرے احباب جماعت کو بھی تحریک کریں۔ اس کا نصاب حسب ذیل ہے:۔ دعوت الامیر پہلے ۹۰ صفحات۔ ترجمہ قرآن کریم پہلا پارہ ابتدائی آٹھ رکوع مجالس امتحان میں شامل ہونے والوں کے نام جلد تر بھجوا دیں۔ (نائب معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" (الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

قلبِ یورپ میں وفاتِ مسیح کا اعلان

تبلیغی اجلاس - تربیتی اجتماع - ملاقاتیں - ماہانہ پرچہ کی اشاعت - پریس میں چرچا

رپورٹ ماہ دسمبر ۱۹۴۹ء

از مکرم شیخ ناصر احمد صاحب بی۔ اے

مادیت کی بڑھتی ہوئی رو نے ان لوگوں کے افکار و اذہان میں ایک عظیم الشان انقلاب پیدا کر دیا ہے یہ نیکی پر عمل کرنے کے قائل ہیں اور بدی کو ترک کرنا بھی اچھا سمجھتے ہیں۔ لیکن مصیبت تو یہ ہے کہ ان کے ہاں نیکی اور بدی کی تعریف اس سے بہت مختلف ہے جو اسلام کا مقصد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ اپنے اطوار و طریق اچھا سمجھ رہے ہیں۔ اسلام کو ان ممالک میں قدم جمانے کے لئے نیکی و بدی کے اس نظریہ کو بدلنا پڑے گا جو ان لوگوں کے ہاں رائج ہے۔ دوسرے الفاظ میں موجودہ عمارت کو بنیادوں تک اکھیڑنا ہوگا اور یہ کام نسلوں میں جا کر ہوگا۔ ایک لمبے عرصہ تک تو کوششوں کے نتائج محسوس نہ ہوں گے اور نہ دنیوی نکتہ نگاہ سے ہماری کامیابی کی کوئی امید دکھائی دے گی لیکن جب یہ ابتدائی اور بنیادی کام تکمیل کو پہنچ جائے گا تو پھر عمارت کا بالائی حصہ سرعت کے ساتھ تعمیر ہوگا۔ موجودہ حالات میں یہ کام اتنا مشکل ہے کہ بڑے بڑے معمار اور انجینئر کو پریشان و مایوس کر دینے کے لئے کافی ہے۔ تاہم خدا تعالےٰ کی دی ہوئی توفیق اور اس کے فضل کے بھروسہ پر جو کوششیں جاری ہیں ان کی بے بضاعتی اور کام کی سست رفتاری کو ذیل کی سطور میں ملاحظہ فرمایئے۔

انتیسویں (۲۹) تبلیغی میٹنگ

مورخہ یکم دسمبر کو ایک تبلیغی اجلاس منعقد کیا گیا۔ جس کے لئے واقعہ صلیب مسیح کا موضوع مقرر تھا۔ خاکسار نے قرآنی نقطۂ نگاہ سے واقعہ صلیب کو بیان کیا اور ثابت کیا کہ مسیح علیہ السلام نے صلیب پر وفات نہ پائی۔ تائید میں انجیل کے حوالہ جات پیش کئے تقریر کے بعد حسب دستور حاضرین کو سوالات کا موقعہ دیا گیا۔ ایک صاحب نے کہا کہ افسوسناک امر تو یہ ہے کہ جہاں مسلمان اپنے دین سے واقف ہیں ہم عیسائی اپنے دین سے آگاہ نہیں۔ ہم میں سے اکثر عیسائیت کی تفاصیل سے آگاہ نہیں۔ بھلا کسی شخص کی موت پر بھی کسی مذہب کی بنیاد رکھی جا سکتی ہے؟ یہ کیونکر ممکن ہے کہ دوسرا کوئی شخص ہمارے گناہوں کے بوجھ کو اٹھالے؟ ایک صاحب نے کہا کہ پرانے عہد نامہ کی رو سے مسیح کو صلیب پر مرنا ضروری تھا۔

خاکسار نے کہا کہ خود مسیح علیہ السلام اس پیشگوئی سے آگاہ نہ تھے؟ اگر ان کے لئے صلیب مقدر تھی تو اس سے بچنے کی دعائیں کیوں کی؟ ایک صاحب نے کہا کہ گناہ کی مزدوری موت ہے اور مسیح نے ہمیں اس موت سے نجات دلائی ہے۔ خاکسار نے کہا کہ دو ہی موتیں ہیں۔ یا تو موت سے مراد جسمانی موت ہے اور یا روحانی۔ اب بتایئے کہ مسیح نے جو اس موت سے نجات دلائی ہے اس کا کیا مطلب ہے۔ نیز یہ کہ چونکہ وہ گناہوں کے بدلے مرے ہیں اس لئے کیا وہ روحانی لحاظ سے مرے ہیں یا جسمانی لحاظ سے وہ صاحب کہنے لگے کہ گناہوں کی مزدوری موت ہے سے مراد روحانی موت ہے۔ خاکسار نے کہا کہ افسوس ہے کہ آپ لوگ ایک طرف عیسےٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا اور خدا تک قرار دیتے ہیں اور دوسری طرف ان کی طرف روحانی موت منسوب کرنے سے نہیں ہچکچاتے ہم مسلمان جو انہیں خدا اور نہ خدا کا بیٹا تصور کرتے ہیں بلکہ ایک نبی یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ کوئی یہ کہے کہ نعوذ باللہ وہ روحانی لحاظ سے وفات پا گئے۔ اس پر ان صاحب نے اپنے پہلے قول میں ترمیم کرتے ہوئے کہا کہ نہیں جسمانی موت مراد ہے۔ خاکسار نے کہا کہ پھر تو واقعہ صلیب کے بعد کسی عیسائی کو مرنا نہیں چاہیئے کیونکہ جسمانی موت سے تو حضرت عیسےٰ نے نجات دلادی۔

آخر میں خاکسار نے حاضرین پر چند سوالات کئے اور بتایا کہ عیسائیت کی بنیاد مسیح کی موت کے عقیدہ پر کیوں رکھی گئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دراصل پرانے مشرکین سے یہ عقیدہ حاصل کیا گیا ہے۔ دنیا میں بہت سی شخصیتوں کو خدا قرار دیا گیا ہے سب کے متعلق یہ عقیدہ ہے کہ وہ بن باپ پیدا ہوئے۔ گناہوں کے بدلے مارے گئے مر کر جی اٹھے اور پھر آسمان پر چلے گئے۔ عین پہلے مشرکین کے نقش قدم پر عیسائیت قائم ہو گئی۔ نہ اس کا حضرت عیسےٰ کی تعلیم سے کوئی تعلق ہے اور نہ ابتدائی مخلص حواریان مسیح سے حاضرین میں قبر مسیح کے اعلان پر مشتمل ٹریکٹ تقسیم کئے گئے۔

تیسویں تبلیغی میٹنگ

سال ۱۹۴۹ء کا آخری تبلیغی اجلاس مورخہ ۱۵ دسمبر کو منعقد ہوا۔ خاکسار نے "نجات اسلام میں" کے موضوع پر تقریر کی۔ اور مختلف مذاہب کے نجات کے بارہ میں نظریات کا اسلامی تعلیم سے مقابلہ کیا۔ گناہ کی ازلیت کی تردید کی۔ خدا تعالےٰ کی صفت غفوریت رحیمیت پر زور دیا۔ جہنم کے عارضی اور جنت کے دائمی ہونے کا ذکر کیا۔ سوالات کے دوران میں ایک پادری صاحب نے تقریر کی اور کہا کہ عام انسان یہ سمجھ نہیں سکتا کہ خدا تعالےٰ کی رحمت گناہوں کو بخش سکتی ہے۔ کیونکہ یہ صفت عدل کے خلاف ہے اس لئے خدا نے اپنا بیٹا ہمارے گناہوں کے عوض نثار کر دیا۔ خاکسار نے کہا کہ بیٹے کا نثار ہونا اور دوسرے لوگوں کے گناہوں کا بوجھ اٹھا لینا ایک بہت بڑا معمہ ہے کہ جسے عام انسان کیا بڑے بڑے پادری بھی نہیں حل کر سکتے۔ اس کے برعکس خدا تعالےٰ کی رحمت کو سمجھنا بالکل آسان ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ خدا تعالےٰ عادل ہے۔ ان معنوں کے لحاظ سے جن کے مطابق ایک عام جج عادل ہوتا ہے۔ ہمارا خدا تو آقا و مالک ہے اور رحیم و کریم آقا و مالک۔ خاکسار نے ان پادری صاحب سے پوچھا کہ اگر مسیح کی قربانی گناہوں کی معافی کے لئے ضروری تھی تو کیوں نہ ابتداء سے دنیا میں یہ قربانی دی گئی؟ کہنے لگے کہ مسیح کی قربانی کا اثر گذرے ہوئے زمانہ پر بھی ہے۔ خاکسار نے کہا پہلے یہ تو ثابت کیجئے کہ اس کا اثر بعد کے زمانہ پر ہے۔ ایک صاحب کہنے لگے کہ مسیح تو ہمیشہ ہی دنیا میں تھے۔ خاکسار نے کہا۔ آپ بجائے بات کو واضح کرنے کے نئے معموں میں الجھ رہے ہیں۔ نیز یہ تو واضح فرمایئے کہ اگر مسیح علیہ السلام شروع سے ہی موجود تھے اور لوگوں کے گناہوں کو معاف کر رہے تھے تو پھر دنیا میں انسان کی شکل میں ظاہر ہونے کی کیا ضرورت تھی؟

اس میٹنگ میں نیز پچھلی میٹنگ میں ماہانہ پرچہ "اسلام" لوگوں میں تقسیم کیا گیا۔ سوالات کے جواب دینے میں برادرم محمد ارشد صاحب (مصری نوجوان) اور عبدالرحیم شمڈ نے بھی حصہ لیا۔

اجلاس کے آخر میں برادرم مکرم ملک عطاء الرحمن صاحب نے (جو ایک اہم تجارتی کام کے سلسلہ میں اتفاقاً یہاں پر موجود تھے) ایک مختصر سی تقریر فرانسیسی زبان میں فرمائی اور حاضرین کو توجہ دلائی کہ اپنی خداداد عقل کو کام میں لائیں اور تعصب سے خالی ہو کر صداقت پر غور کریں۔ ایسے امور جنہیں عقل سلیم تسلیم نہیں کر سکتی۔ یقیناً خدا کی طرف سے نہیں ہیں۔ اور عیسائیت تو ایسی ہی خلاف سمجھ باتوں کا مرقع ہے۔

تبلیغی ملاقاتیں

ایک روز ایک نوجوان طالبعلم (HERR LUCHSINGER) قرآن کریم پر گفتگو کرنے آئے۔ ڈیڑھ گھنٹہ تک انہیں قرآن کریم کی صداقت کے متعلق امور پیش کئے گئے۔ بعد میں انسان کی آزادیٔ عمل کے بارہ میں گفتگو ہوتی رہی۔ یہ نوجوان ایک روز انگریزی تفسیر القرآن مطالعہ کے لئے لے گئے۔

ایک روز ایک (HERR DEFATSCH) گفتگو کے لئے آئے۔ ان سے عیسائیت کی خرابیوں پر گفتگو ہوئی۔ اسلام کی خوبیاں بالخصوص عورت کا درجہ اور اقتصادی نظام بیان کیا گیا۔ انہیں دو کتب مطالعہ کے لئے دیں اور بعد میں اقتصادی نظام پر کتاب بھجوائی

ایک روز دینیات کے ایک طالبعلم (HERR FURCHTMULLER) آئے ان سے اختصار سے عیسائیت کی تعلیم کے نقائص پر گفتگو ہوئی۔ چند روز کے بعد یہ صاحب اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہماری میٹنگ میں آئے۔

ایک روز ایک صاحب (HERR SCHAAF) نے اپنے ہاں گفتگو کے لئے بلایا۔ انہیں اسلام کا پیغام پہنچایا گیا اور بعض کتب مطالعہ کے لئے دیں

ایک روز برادرم عبدالرشید شمڈ کی بیوی سے اسلام پر گفتگو ہوئی اور انہیں اسلامی تعلیم کے کامل ہونے پر بعض امور بتائے۔

ماہانہ پرچہ "اسلام"

مہینہ کے آخر میں پرچہ "اسلام" کا جنوری ۱۹۵۰ء کا نمبر تیار کیا گیا۔ موقعہ کی مناسبت کے لحاظ سے اس دفعہ علاوہ نئے سال کے پیغام کے قرآن کریم میں بیان شدہ مقام حضرت عیسےٰ علیہ السلام نیز آپ کی اصل تعلیم جو عقائد ابنیت، تثلیث اور تصلیب کا رد ہے شائع کی گئی نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد اور حضور کی بعض تحریرات کا ترجمہ جن میں عیسائی دنیا کو مخاطب کیا گیا ہے اور سلسلہ احمدیہ کے عالمگیر غلبہ کا ذکر ہے ان امور کو بھی شامل کیا گیا۔ اس دفعہ پرچہ معمول سے زیادہ چھاپا گیا۔ اور تمام ان افراد کو بذریعہ ڈاک بھجوایا جو دوران سال میں ایک یا زیادہ تبلیغی اجلاسوں میں شامل ہوئے۔ پرچے کا حجم معمول سے ڈیوڑھا تھا۔ حسب سابق جرمن، ہالینڈ، امریکہ اور فلسطین میں بھی کچھ پرچے بھجوائے گئے۔ خدا تعالےٰ نیک نتائج پیدا فرمائے۔ آمین

تعمیر مسجد ربوہ میں حصہ لینے والے احباب

مسجد ربوہ کے سونی صدی جو وعدہ پورا کرنے والوں کی تازہ فہرست

نام	رقم
اللہ جوایا صاحب جماعت احمدیہ ملتان شہر	۲۵/-
عبدالکریم صاحب 〃	۵/-
امام اللہ صاحب 〃	〃/-
منجانب حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم 〃	〃/-
حضرت مسیح الموعود 〃	〃/-
بابو اکبر علی صاحب مرحوم 〃	〃/
اہلیہ صاحبہ بابو اکبر علی صاحب مرحوم 〃	〃/
رشیدہ بیگم صاحبہ 〃	۵/-
اعزاز اللہ صاحب 〃	۵/-
احسان اللہ صاحب 〃	۵/-
محترمہ سعیدہ بیگم صاحبہ 〃	۵/-
چوہدری محمد اسلام اللہ صاحب 〃	۵/-
امۃ الحی بیگم صاحبہ 〃	۵/-
نعیمہ بیگم و آمنہ بیگم صاحبہ 〃	〃/-
محمد منظور احمد خان صاحب 〃	۲/-
چوہدری محمد مدد علی خان صاحب 〃	۵/-
سراج الحق صاحب 〃	۱/-
میاں فضل الدین صاحب 〃	۱۰/-
میاں محمد شفیع صاحب جماعت احمدیہ ملتان شہر	۱/-
چوہدری عبدالرزاق صاحب 〃	۵/-
عبدالرحیم صاحب 〃	۱/-
جناب ایس محمود الحسن صاحب ڈپٹی کمشنر ملتان	۱۵۰/-
میاں بشیر احمد صاحب 〃	۱/-
شیخ لطف الرحمن صاحب 〃	-/۱۴/-
محمد حیات خان صاحب معہ اہلیہ اول و ثانی 〃	۵/-
عالیہ بیگم صاحبہ بنت چوہدری فضل احمد صاحب 〃	۵/-
ماسٹر لائق الدین صاحب 〃	۵/-
داتا فیض بخش صاحب 〃	۵/-
عبدالسلام صاحب جماعت احمدیہ ملتان	۵/-
ماسٹر عبداللطیف صاحب معہ اہلیہ صاحبہ 〃	۴/-
ایم عبدالوہاب صاحب 〃	۵/-
میاں اللہ دتہ صاحب پنشنر 〃	۲
شیخ احسان الٰہی صاحب 〃	۱۰/-
محمد الطاف خان صاحب پسر محمد حیات خان 〃	-/۸/-
بابو شریف احمد صاحب پوسٹل کلرک 〃	۳/-
بابو محمد سعید صاحب پنشنر معہ اہل و عیال 〃	۵/-
عبدالرشید خان صاحب معہ اہلیہ صاحبہ 〃	۴/-
مولوی محمد احمد صاحب معہ اہلیہ خود 〃	۱۰/-
چوہدری عبدالرحمن صاحب 〃	۵/-
فضل احمد صاحب 〃	-/۸/-
شیخ شجاع الدین صاحب	۱/-
ماسٹر علی محمد صاحب	۱/-
شیخ محمد لطیف صاحب جماعت احمدیہ ملتان شہر	۱۰/-
چوہدری رشید احمد خان صاحب 〃	۱۰/-
اخوند محمد اکبر خان صاحب معہ اہلیہ صاحبہ 〃	۳/-
غلام حسن خان صاحب 〃	۲/-
چوہدری عبدالرحمن صاحب کلاتھ مرچنٹ 〃	۲۰/-
محمد حسین صاحب ملتان 〃	۵/-
عبدالشکور صاحب 〃	۱۰/-
قریشی محمد سلیم صاحب 〃	۲۰/-
چوہدری عبداللطیف صاحب 〃	۲/-
ملک شیر محمد صاحب مجوکہ 〃	۵۰/-
مستری نذیر احمد صاحب 〃	۲/-
میاں محمد صادق صاحب 〃	-/۴/-
ملک غلام محمد صاحب 〃	۱۰/-
والدہ محترمہ مستری نذیر احمد صاحب 〃	۵/-
میاں محمد صدیق صاحب 〃	۳/-
چوہدری بہاول شیر صاحب انسپکٹر پولیس 〃	۳/-
ملک غلام حیدر صاحب 〃	۵/-
چوہدری محمد حیات خان صاحب منیجر [illegible] گوجرانوالہ	۲۱/-
سردار خان صاحب 〃	۲۰/-
میاں محمد علی صاحب 〃	۵/-
نور محمد صاحب نو مسلم 〃	۲/-
جلال الدین صاحب 〃	۵/-
منشی پیر محمد صاحب 〃	۲/-
چوہدری نور احمد صاحب 〃	۵/-
محمد فیروز صاحب ٹیلر ماسٹر 〃	۵/-
سلطان احمد صاحب 〃	۲/-
مولوی عبدالعزیز صاحب 〃	۲/-
خیرالدین صاحب مہاجر 〃	۲/-
جلال الدین صاحب مہاجر 〃	۲/-
ملک عزیز احمد صاحب وکیل جماعت احمدیہ ڈیرہ غازیخان	۵/-
میاں عبدالرحمن صاحب دوکاندار 〃	۵/-
محمد انور خان صاحب 〃	۲/-
محمد عثمان صاحب پنشنر 〃	۱/-
منشی رحمت علی صاحب 〃	۲/-
مولوی عبدالرحمن صاحب پنشنر 〃	۲/-
اہلیہ بشیر احمد صاحب 〃	۱/-
عائشہ بی بی صاحبہ زوجہ محمد عثمان صاحب 〃	۱/-
مولوی عبدالرزاق صاحب 〃	۱/-
امۃ الحمید صاحبہ زوجہ آغا محمد بخش صاحب 〃	۳/-
بہادر خان صاحب 〃	۱/-
سیدہ بشیرہ بیگم صاحبہ زوجہ بہادر خان صاحب 〃	۱/-

(باقی)

چندہ حفاظت مرکز

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ربانی الہام "لرادک الی معاد" (میں تجھے تیری واپسی کی جگہ یعنی قادیان لوٹاؤں گا) کے پیش نظر ہمارا پختہ ایمان ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ضرور قادیان لے جائیگا۔ خدا کا یہ فیصلہ اٹل ہے۔ خدا کے مسیح نے قادیان کو جماعت احمدیہ کا مستقل مرکز قرار دیا ہے۔ اپنے مستقل مرکز کی بازیابی کی تڑپ ہر احمدی کے ایمان کا حصہ ہے۔ اس مقصد عظیم کے حصول کا ایک ذریعہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تحریک چندہ حفاظت مرکز ہے۔ اس سلسلہ میں جو کارہائے مفید سرانجام دیئے جارہے ہیں ان کے اخراجات کی بنیاد کلیتہً اسی چندہ پر ہے۔ اسی لئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے گذشتہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر اپنی تقریر میں احباب جماعت کو چندہ حفاظت مرکز کی ادائیگی پر خاص طور پر توجہ دلائی۔ اس کی اہمیت جتاتے ہوئے حضور نے خلاف معمول حاضرین کو حکم دیا۔ کہ چندہ دہندگان کھڑے ہوجائیں۔ تا حضور دیکھیں۔ کہ حاضرین جلسہ میں سے کتنے احباب نے اپنا وعدہ پورا کردیا ہے۔ امید کی جاتی ہے۔ کہ احباب ارشاد نبی صلعم "اذا وعد المومن وفا" (جب بھی مومن وعدہ کرتا ہے تو ضرور اسے پورا کرتا ہے) کی روشنی میں چندہ حفاظت مرکز کے وعدے جلد از جلد پورے فرما کر خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرتے ہوئے قادیان کی واپسی میں ممد ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو روحانی لحاظ سے ایک بلند مقام پر کھڑا کیا ہے۔ دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے مقام کے لحاظ سے اپنے فرائض کی پورے طور پر بجا آوری کی توفیق بخشے آمین

(نظارت بیت المال۔ ربوہ)

اخلاص۔ محبت۔ جرأت اور استقلال سے دین کیلئے قربانیاں کرو

تحریک جدید کے جہاد کبیر میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر حصہ لو

میں وثوق اور یقین کے ساتھ اس سے بھی زیادہ وثوق اور یقین کے ساتھ جو مجھے اس بات پر ہے کہ میں انسان ہوں۔ کہتا ہوں اور ان تک پہنچاتا ہوں جنہوں نے جماعت احمدیہ کو مٹانے کا بیڑا اٹھایا ہے۔ کہ وہ اور ان کی اولادیں۔ ان کے تمام دوست۔ ان کے تمام جتھے اور وہ تمام طاقتیں جو شیطان سے مؤید ہیں۔ اور وہ تمام حکومتیں جو دنیا میں قائم ہیں۔ سب کی سب مل کر بھی اگر سلسلہ احمدیہ کو مٹانا چاہیں۔ تو کامیاب ہوجائیں۔ تو یہ سلسلہ ختم ہو جائیگا۔ ہوگا مگر میں بتا چکا ہوں۔ شیطان اپنے لاؤ لشکر سمیت حملہ کرکے دیکھ لے گا۔ یہ سلسلہ بڑھے گا۔ بڑھے گا اور ضرور بڑھے گا۔ یہاں تک۔ کہ جو مٹانے کے لئے کھڑے ہوئے ہیں۔ وہ خود مٹ جائیں گے۔ اور دنیا دیکھ لے گی۔ کہ دنیا کی ہر بستی قادیان کی مظہر بن جائیگی یعنی دنیا کی ہر بستی میں احمدیوں کی حکومت ہوگی۔ اور دوسروں کے مقابلہ میں۔ ان کی تعداد زیادہ ہوگی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ کہ خدا نے مجھے بتایا ہے کہ یہ جماعت بڑھتی جائے گی۔ حتیٰ کہ وہ لوگ جو جماعت سے الگ رہیں گے ان کی وہی حالت ہوگی۔ جو سانسیوں وغیرہ کی آجکل ہے۔ خدا تعالیٰ کا یہ فرمودہ پورا ہو کر رہے گا۔ احمدیت کو مٹانے والے اپنا پورا زور لگالیں۔ بے شک ہم کمزور ہیں۔ ہم قلیل التعداد ہیں۔ بے سرو سامان ہیں۔ مگر یہ ہونے والی بات ہے۔ جسے کوئی روک نہیں سکتا۔ اور یہ ہو کر رہے گی کیونکہ یہ فیصلہ آسمان پر ہوچکا ہے۔ پس ظاہری حالت خواہ کیسی ہو پیدا ہو۔

پس دوستو ہمارا کام صرف اتنا ہی ہے۔ جیسے چلتی گاڑی کو ہاتھ لگا کر یہ سمجھ لیا جائے۔ کہ ہم اس گاڑی کو چلا رہے ہیں حالانکہ گاڑی انجن چلارہا ہوتا ہے۔ ہماری گاڑی کا انجن ڈرائیور اور گارڈ خدا ہے۔ یہ گاڑی اسی کی طاقت سے چلی۔ اسی کی حفاظت میں چل رہی ہے۔ اور اس کے چلانے سے چل سکتی ہے۔ اور جس گاڑی کا انجن گارڈ اور ڈرائیور خدا ہو اس کیلئے کونسا خطرہ ہوسکتا ہے۔ ہمارے لئے تو صرف کا اجر ہے کہ ہمارے متعلق سمجھا جاتا ہے دین کی خدمت کر رہے ہیں۔ حالانکہ ہم کچھ نہیں کرتے۔ سب کچھ خدا تعالیٰ ہی کر رہا ہے۔ اسی نے کرنا ہے اور وہی کرے گا۔ ہماری حالت تو وہی ہے کہ کسی نے کہا ہے۔ ہم بھی لہو لگا کر شہیدوں میں مل گئے۔ خوش ہماری لہو لگانے والی بات ہے۔ مگر افسوس ہوگا اگر لہو لگانے میں بھی ہم میں سے کوئی کمزوری دکھائے۔ تلوار چلانا اور بہانا خون پیش کرنا تو بڑی بات ہے۔ پس میں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ جو تھوڑی بہت قربانی کا موقعہ انہیں مل رہا ہے۔ اس سے انہیں اخلاص محبت۔ جرأت اور استقلال سے فائدہ اٹھانا چاہیئے تا خدا تعالیٰ کے فضل نازل ہوں۔ اور اس کی خاص برکتیں حاصل ہوں۔ اور ہم ترقی کے اس مقام پر پہنچ سکیں جس پر پہنچنا ہمارے لئے ضروری ہے۔"

آپ اس بات کو دیکھیں کہ کیا آپ تحریک جدید کے دفتر اول میں شمولیت کی سعادت رکھتے ہیں۔ اگر ہے تو آپ نے سولہویں سال کا وعدہ اپنے سیکرٹری مال یا کارکن کو اضافہ کے ساتھ لکھوا دیا ہے یا براہ راست خود لکھ کر حضور کی خدمت میں ارسال کردیا ہے۔ اگر نہیں تو فوری توجہ فرمائیں۔ اگر آپ دفتر دوم کے مجاہد ہیں تو آپ نے دفتر دوم کے ششم میں وعدہ لکھوا دیا ہے وہ نہ آپ وعدہ ارسال فرمائیں۔ اگر آپ کی جماعت ہے۔ تو اپنے سیکرٹری کو تاکید فرمائیں۔ کہ وہ جماعت کی فہرست فوری ارسال فرمائیں۔

(وکیل المال تحریک جدید ربوہ)

خریداران الفضل قیمت اخبار بذریعہ منی آرڈر بھجوا دیا کریں۔ اس سے وی پی کے اخراجات بچ جاتے ہیں
(مینیجر)

درخواست دعا: میرے والد صاحب عرصہ پندرہ روز سے بعارضہ بخار بیمار ہیں۔ احباب سے ان کی کامل و عاجل شفا کے لئے درخواست دعا ہے۔
خاکسار شمس الدین سیال از گٹھالیاں ضلع سیالکوٹ

پیغام احمدیت

منجانب حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ
کارڈ آنے پر
مفت
عبد اللہ الہ دین سکندر آباد دکن

اراضی برائے فروخت!

قریباً یکصد ایکڑ اراضی نہایت عمدہ با موقعہ ملحقہ حدود کمیٹی لائل پور شہر۔ دو فصلہ نہری قابل فروخت ہے۔ ضرورت مند اصحاب تھوڑا تھوڑا رقبہ بھی خرید سکتے ہیں۔ تفصیلات کیلئے مجھ سے خط و کتابت کریں۔ کچہری دل محمد محمد پورہ۔ لائل پور شہر

اعلیٰ عطر

دیسی چنبیلی۔ گلاب حنا مشک۔ گل شبو۔ گل سوسن۔ اعرابی۔ شام شیراز۔ نرگس

انگریزی چنبیلی۔ گلاب۔ مشک۔ شبو۔ سوسن۔ نرگس۔ ایویون شامی وغیرہ

دیسی فی تولہ چار روپے

انگریزی فی شیشی عہ علاوہ محصولڈاک

امپیریل کیمیکل کمپنی ربوہ ضلع جھنگ

اکسیرین رجسٹرڈ یعنی سچے موتیوں کا سفید سرمہ

ضعف بصارت کا حکمی علاج۔ ککروں کا جانی دشمن۔ تندرست آنکھوں کا سچا محافظ۔ دیگر تمام امراض چشم کا واحد علاج۔ ہر شہر میں ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔ قیمت ایک روپیہ چار آنہ ۱/۴ محصولڈاک علاوہ

ملنے کا پتہ

افغان کیمیکل لیبارٹریز۔ دھرم پورہ لاہور

اسلام اور ملکیت زمین

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی تازہ تصنیف

حجم ۲۶۴ صفحات ——— قیمت اڑھائی روپے

ملنے کا پتہ:- (۱) وکیل الدیوان ربوہ۔ ضلع جھنگ

لاہور کے احباب مکتبہ تحریک انارکلی لاہور سے طلب کریں

ٹنڈر مطلوب ہیں!

حکومت مغربی پنجاب کو اپنے سرکاری گوداموں سے سال رواں کی فصل کے پندرہ سو ٹن نخود یا اس کے کسی حصے کی جو سو ٹن سے کم نہ ہو خریداری کے لئے بشرح سات روپے آٹھ آنے فی من اپنے خرچ پر مشرقی بنگال بھیجنے کے لئے سر بمہر لفافوں میں درخواستیں مطلوب ہیں مبلغ ایک سو نوے روپے فی سو بوری اس کے علاوہ وصول کئے جائیں گے۔ حکومت پاکستان چٹا گانگ کے لئے جہازی باربرداری کی ہر ممکن سہولیات بہم پہنچائے گی۔

درخواستیں معہ دو ہزار روپے کی رسید خزانہ بطور زرپیشگی قابل واپسی بمد "ڈیپازٹ اینڈ ایڈوانسز سسپنس اکاؤنٹ کریڈٹ سسپنڈڈ۔ ایم سی سسپنس گرین سپلائی سکیم (۱) ری سیمنٹ آف ایڈوانسز" جمع کر کے ۳۱ جنوری ۱۹۵۰ء تک ڈائرکٹر فوڈ پرچیزز مغربی پنجاب لاہور کو پہنچ جانی چاہئیں۔ یکم فروری کو ۴ بجے شام درخواستوں پر غور کیا جائیگا۔ کامیاب خریداروں کو تمام مال سرکاری گوداموں سے ۱۵ دن کے اندر اندر بادائیگی کل قیمت اٹھانا ہوگا۔ بصورت دیگر زرپیشگی ضبط کر لی جائیگی جو اشخاص جلد اور بڑی مقدار میں مال اٹھانے کی درخواست کریں گے۔ انہیں ترجیح دی جائے گی۔

ایس عالمگیر ڈائرکٹر فوڈ پرچیزز اینڈ
ڈپٹی سیکرٹری حکومت مغربی پنجاب

ٹنڈر مطلوب ہیں

حکومت مغربی پنجاب کو اپنے سرکاری گوداموں سے ۱۹۴۸-۴۹ء کی فصل کے کچھ نخود جو ملتان۔ راولپنڈی۔ لاہور اور کیمبلپور کے اضلاع میں موجود ہیں فروخت کرنا ہے خریداروں کو یہ نخود مغربی پنجاب سے باہر کسی بھی ملک یا صوبے میں بجز صوبہ سرحد کے ڈائرکٹر فوڈ پرچیزز مغربی پنجاب سے پرمٹ حاصل کر کے بھیجنے کی اجازت ہوگی خواہشمند لوگ متعلقہ فوڈ کنٹرولروں سے مل کر اسٹاک کا معائنہ کر سکتے ہیں تمام اسٹاک یا اس کے کسی حصہ کے لئے بشمول باردانہ سرکاری گودام سے اٹھانے کی خاطر سر بمہر ٹنڈر مطلوب ہیں۔ ایسے تمام لفافے معہ ایک ہزار روپے کے نوٹ بطور زرپیشگی دستخط کنندہ ذیل کے پاس ۳۱ جنوری ۱۹۵۰ء کی شام کے چار بجے تک پہنچ جانے چاہئیں۔ ٹنڈروں میں اسٹاک کی مقدار معہ جائے وقوع جس کے لئے ٹنڈر دیا ہو۔ اسٹاک کی پیش کردہ قیمت اور درخواستگذار کا مکمل پتہ درج ہونا چاہیئے۔ تمام درخواستیں یکم فروری کی شام کے چار بجے کھولی جائیں گی۔ اور کامیاب اشخاص کو مطلع کر دیا جائے گا۔ ناکام لوگوں کی زرپیشگی واپس کر دی جائیگی خریداروں کو تمام مال سرکاری گوداموں سے ٹنڈر منظور ہونے کے ۱۵ دن کے اندر اندر اٹھانا ہوگا۔ بصورت دیگر ٹنڈر منسوخ اور زرپیشگی ضبط کر لی جائے گی

ایس عالمگیر ڈائرکٹر فوڈ پرچیزز اینڈ ڈپٹی سیکرٹری حکومت مغربی پنجاب

سرمہ مبارک:- آنکھوں کی جملہ امراض کا علاج۔ قیمت فی تولہ ۲/۸/- سرمہ مبارک پر رسالہ مفت منگوائیں دواخانہ نور الدین جودھامل بلڈنگ

جلسہ جماعت احمدیہ سیالکوٹ کے متعلق احرار کی دروغ بافی

آج اخبار آزاد جس پر تاریخ ۲۲ جنوری ۱۹۵۰ء مطابق ۳ ربیع الثانی ۱۳۶۹ھ دی ہوئی ہے (جو کہ سیالکوٹ آج مؤرخہ ۱۹ ۔ ۱ ۔ ۵۰ کو پہنچا ہے) میری نظر سے گذرا۔ اس میں جماعت احمدیہ سیالکوٹ کے جلسہ منعقدہ ۱۵ جنوری ۱۹۵۰ء کے متعلق جو روئیداد شائع کی گئی ہے وہ سرتاپا غلط ہے۔ اخبار مذکور میں جلسہ کے دوران میں احراریوں کے پہلے سے سوچے سمجھے منصوبہ کے ماتحت برپا کی ہوئی فتنہ پردازی کو چھپانے کی غرض سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ مولوی ابوالعطاء صاحب جالندھری نے نعوذ باللہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین کی۔ چنانچہ لکھا ہے کہ "مرزائیوں کے ناپاک الفاظ سے سیالکوٹ کے مسلمانوں میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی" اور لکھا ہے کہ "ان توہین آمیز الفاظ سے مجمع بے قابو ہو گیا۔"

یہی وجہ اخبار مغربی پنجاب مورخہ ۱۹ ۔ ۱ ۔ ۵۰ میں بالفاظ نامہ نگار بیان کی گئی ہے۔ نہ مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین کی۔ اور نہ ہی ان کا کوئی اس قسم کا موضوع تھا اور نہ ہی سیالکوٹ کی پبلک مشتعل ہوئی۔ بلکہ امر واقعہ یہ ہے کہ بیس پچیس احراریوں کی ایک ٹولی کو جلسہ گاہ میں اس سازش کے ساتھ بھیجا گیا تھا کہ یہ جلسہ جس میں احرار پارٹی کی سیاسی ریشہ دوانیوں اور جھوٹوں کو ننگا کیا جانا ہے کسی طرح نہ ہونے پائے اور اس میں فتنہ فساد پیدا کر کے بند کرا دیا جائے۔ اس ٹولی نے جو جلسہ گاہ میں اس نیت سے آ بیٹھی ہوئی تھی غیر متعلقہ اور خارج از موضوع بحث میں مقرر کو الجھانا چاہا اور بار بار اٹھ کر مطالبہ شروع کیا کہ ختم نبوت پر ہمارے سوالات کا جواب دیا جائے۔ چونکہ مولوی صاحب موصوف کی تقریر کا یہ موضوع نہیں تھا اس لئے مولوی صاحب موصوف نے اس مطالبہ کا جواب نہ دیا اور اپنی تقریر جاری رکھی۔ یہ داؤ نہ چلتے دیکھ کر اس ٹولی نے پہلے ہلڑ مچایا اور پھر سٹیج کی طرف ہلہ بول دیا تاکہ اس پر قبضہ کیا جائے۔ بعض احراریوں نے کرسیاں اٹھا کر مارنی شروع کر دیں۔ پولیس نے مداخلت کی اور ہلکا سا لاٹھی چارج کر کے اس ٹولی کو جلسہ گاہ سے نکال دیا۔ اس پر انہوں نے جلسہ گاہ کے باہر جا کر احمدیہ جلسہ گاہ پر پتھراؤ اور خشت باری شروع کر دی۔ جس سے بعض احمدیوں کو شدید چوٹیں آئیں۔ اس کے علاوہ ایک گولہ بھی احراریوں نے جلسہ گاہ میں پھینکا جو پھٹا۔ لیکن باوجود اس انتہائی اشتعال انگیزی کے صدر جلسہ چوہدری اسد اللہ خاں صاحب نے احمدیوں کو صبر و ضبط کی تلقین کی اور تقریر جاری رہی۔ یہ دیکھ کر احراریوں نے کچھ کچھ وقفہ کے بعد جلسہ گاہ پر پتھر برسانے شروع کئے اور آخر اپنی ناکامی کو دیکھ کر جلسہ گاہ جماعت احمدیہ کے قریب سڑک پر لاؤڈ سپیکر نصب کر کے شور برپا کر دیا۔ نہایت ہی فحش گالیاں دیں اور شہر میں آدمی دوڑا دئیے کہ احمدیوں نے ہمیں مار ڈالا اور زخمی کر دیا۔ زخمیوں میں سے بعض کے بچنے کی امید نہیں اور اپنے جھوٹ کو اس حد تک پہنچایا کہ پبلک میں اشتعال انگیزی کرنے کی غرض سے ایک مصنوعی جنازہ بھی نکالا مگر شہر کا بیشتر حصہ ان کی اس فریب سازی کی حقیقت کو بھانپ گیا۔ علاوہ اس قماش کے لوگوں کے جو لیسے موقع پر لوٹ مار کو غنیمت سمجھتے ہیں اور فتنہ فساد ان کا شیوہ ہے احراریوں نے سکولوں کے طلباء بھی اپنی مدد کیلئے بلا لئے۔ باوجود اس فتنہ انگیزی اور شور و غوغا کے ہمارا جلسہ ۱۲ ½ بجے بعد دوپہر تک جاری رہا۔ اور ہماری تقریریں ہزاروں سامعین نے دلچسپی سے سنیں۔ اس عرصہ میں حکام نے جب دیکھا کہ احراری باوجود سمجھانے دھمکانے کے اپنی شرانگیزی سے باز نہیں آتے دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری کا نفاذ کر دیا گیا۔ جس کے ماتحت نماز ظہر کے بعد کا باقیماندہ حصہ پروگرام چھوڑنا پڑا۔

احراری یا احرار نواز اخباروں میں اشتعال انگیزی کی جو وجہ بیان کی گئی ہے اور پھر اپنی اس اشتعال انگیزی کو مسلمانان سیالکوٹ کی طرف منسوب کیا گیا ہے بلکہ مسلم لیگ کے بعض کارکنان کی اس میں شمولیت ظاہر کی گئی ہے۔ یہ اتنا صریح اور کھلا جھوٹ ہے کہ جس سے ممکن ہے کہ احراریوں کے ہتھکنڈوں سے ناواقف لوگ سچ سمجھیں مگر سیالکوٹ شہر ان کے اس جھوٹ پر لعنت بھیجتا ہے اور سنجیدہ طبقہ تو احراریوں کی ان مذبوحی حرکات کو سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

دراصل احراریوں نے پنجاب کے طول و عرض میں کئی مقامات پر نہایت اشتعال انگیز کانفرنسیں کی تھیں۔ جن میں انہوں نے جماعت احمدیہ کے قابل احترام پیشوا کو بے تحاشا گالیاں دیں۔ اور چوہدری ظفر اللہ خاں کے متعلق بھی بے بنیاد افترائیں تراشیں۔ اس لئے جو جلسہ یہاں منعقد کیا گیا تھا اس میں اس کی تردید اور حکومت کے خلاف اس ٹولہ کی شر انگیزی کو ظاہر کیا جانا تھا جیسا کہ شائع شدہ پروگرام میں اس کا ذکر کیا گیا تھا۔ اپنی پردہ دری کے خوف سے ہمارے جلسہ کے انعقاد سے کئی روز پہلے لاہور اور سیالکوٹ میں احراریوں کے مشورے ہوتے رہے کہ جماعت احمدیہ کا یہ جلسہ نہ ہونے دیا جائے۔ چنانچہ جلسہ سے کئی روز قبل ان کی اس منصوبہ بازی کی اطلاع پا کر حکام ضلع کو مقامی کارکنانِ جماعت احمدیہ نے زبانی اور تحریراً اطلاع دی کہ احراریوں کا ارادہ احمدیوں کے جلسہ میں فساد اور شور و غوغا برپا کر کے اسے بند کرنے کا ہے

احراریوں نے خود مؤرخہ ۱۴ ۔ ۱ ۔ ۵۰ کو ایک پوسٹر بعنوان "حق و باطل کے قطعی فیصلہ کا وقت آگیا" شائع کیا اور اس میں لکھا کہ وہ مرزائیوں کے جلسہ میں جوق در جوق آئیں گے اور سوالات کریں گے۔ اس پوسٹر میں بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو شدید گالیاں دی گئی تھیں جس سے صاف ظاہر ہے کہ قبل از وقت ہی ان کی نیتیں بخیر نہ تھیں اور وہ ہنگامہ برپا کرنا چاہتے تھے۔ اس کے علاوہ مسجدوں میں احرار نے بعض مولویوں سے ہمارے خلاف اشتعال انگیز تقریریں کروائیں۔ اس لئے اب جو اخباروں میں فوری اشتعال انگیزی کی من گھڑت وجہ بیان کی گئی ہے وہ سرتاپا غلط ہے اور جو اخلاقی فرومایگی اور امن شکنی کا مظاہرہ کیا گیا ہے اس پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

اسی طرح مذکورہ بالا اخباروں نے بالفاظ نامہ نگار یہ بھی صریح جھوٹ بولا ہے کہ صدر جلسہ چوہدری اسد اللہ خانصاحب نے سٹیج سے اتر کر کہا کہ انہیں پکڑو۔ مارو۔ حالانکہ یہ قطعاً غلط ہے بلکہ برخلاف اس کے صدر محترم کی بار بار کی تلقین اور حکم کی اطاعت میں تمام احمدی باوجود احراریوں کی دشنام دہی اور خشت باری کے اپنی اپنی جگہ پر نہایت صبر و ضبط سے بیٹھے رہے اور اپنے مقررین کی تقریریں سنتے رہے۔

عجیب بات یہ ہے کہ ہمارے مقرر مولوی ابوالعطاء صاحب جالندھری نے اپنی تقریر کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان اشعار سے شروع کیا تھا:۔

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدِ مختار ہیں

مگر اخباروں کی طرف سے یہ ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے کہ اشتعال انگیزی کی وجہ سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس میں توہین آمیز کلمات تھے۔ اور احرار نواز اخبار ہیں کہ وہ ایک صریح جھوٹ کی اشاعت میں شریک ہیں۔ (نامہ نگار از سیالکوٹ)

روس اور اس کی ماتحت حکومتیں اقوام متحدہ سے الگ ہو جائیں گی

لنڈن ۲۱ جنوری۔ "ڈیلی ہیرلڈ" کے ڈپلومیٹک نامہ نگار ڈبلیو این یوور نے کل بیان کیا ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چین کی دو حکومتوں کے مسئلہ کو نزاعی نکتہ بنا کر اسٹالین اس کی تیاری کر رہا ہے کہ روس اور دوسری اس کی ماتحت حکومتیں اقوام متحدہ سے علیحدہ ہو جائیں۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہ اب تک روس اقوام متحدہ کے لئے نو بار احتجاجی واک آؤٹ کر چکا ہے۔ نامہ نگار کا کہنا ہے کہ اب اس نے اقوام متحدہ کی تمام شاخوں کا مقاطعہ شروع کر دیا ہے۔ یوور کا کہنا ہے کہ چینی پریشان کن حالات کا پرسکون جائزہ اور فوری کارروائی کے التواء سے موزوں حل دستیاب ہو سکتا تھا۔ لیک سکسس میں برطانوی وفد اسی کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن روس کا انداز یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اقوام متحدہ کی کسی کارروائی میں اس وقت تک حصہ نہیں لے گا جب تک کہ چین کے قوم پرست نمائندوں کے اخراج کا مطالبہ پورا نہیں ہو جاتا۔ یہ اتفاق نہیں ہے کہ ساتھ ہی ساتھ چین کی نئی حکومت نے موجی منہ کے باغی ادارہ کو ویٹ نام کی حکومت کے طور پر تسلیم کر لیا ہے۔ ماسکو کے اشارہ پر اس اقدام نے فرانس کے لئے نئی چینی حکومت کو تسلیم کرنا ناممکن کر دیا ہے اور اس طرح لیک سکسس کا تعطل شدید تر ہوتا جا رہا ہے۔ (راسٹار)

مغربی پنجاب کی بجائے پنجاب

لاہور ۲۱ جنوری۔ جیسا کہ پاکستان دستور ساز اسمبلی میں طے پا چکا ہے۔ اس صوبہ کو جو آج تک مغربی پنجاب کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ اب سے پنجاب کا نام دیا گیا ہے۔ حکومت پنجاب کو امید ہے کہ پاکستان کے عوام اور اخبارات اس نئے نام کی جلد از جلد ترویج میں مدد دیں گے۔

(سرکاری اطلاع)